

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



تصنیف

شیخ التفسیر مولانا ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی

مکتبہ اویسیہ رضویہ

بہاول پور

## تمہید

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالسَّلَامُ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى

اما بعد ! احقر الوری ابوالفضل محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ملتئم ہے کہ زمانہ حال کے موجودہ مسلمانوں کی گویا جیٹی عادت بن چکی ہے کہ کہانی سننے اور سناتے یا ناول پڑھنے میں اپنا قیمتی ضایع کرنا، یہاں تک کہ نیکی و بدی کا خیال تک بھی نہیں کرتے۔ اگرچہ انسان کی فطرت یہی ہے کہ قفسے کہانی سے دل بہلا رہتا ہے مگر اتنا تو ضرور سوچنا چاہیے کہ کس کہانی میں میری فلاح ہے اور کس کہانی میں جرم و گناہ۔ اگرچہ زمانہ حال کے مسلمانوں کو کچھ نصیحت کرنا بجائے نفع کے نقصان ہے مگر پھر بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہمارے ذمہ فرض ہے۔ فلہذا عرض ہے کہ اے بھائیو اسلام کے نام لیواؤ! کام وہ کرو جس سے رب تعالیٰ اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں۔ یہ شب و روز آپ جھوٹے قفسے کہانیاں، ناول پڑھتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم علیہ السلام ناراض ہوتے ہیں اور قیامت کی رسوائی بھی ہوگی۔

آؤ۔ میں نے تمہارے لیے معجزے جمع کیے ہیں۔ جن کے پڑھنے اور سننے والوں پر رحمت نازل ہوتی ہے بلکہ آپ کا اعمال نامہ نورانی و فخر بن جائے گا اور جتنے لوگ سنیں گے ان کو بھی ثواب ہوگا اور آپ کو توبہ حد اجر ملے گا۔ چھوٹے ناول اور قفسے چھوڑ کر آپ سچے نبی کے معجزات پڑھا کریں اور احباب کو بھی ان کے پڑھنے کی ترغیب دلائیں۔ (والسلام)

لے: یہ تمہید پہلے ایڈیشن پر لکھی گئی۔ (اویسی رضوی غفرلہ)

المعجزات  
حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی  
مکتبہ اویسیہ ضویہ ملتان رٹو بہاول پور  
زادہ بشیر پور ٹرڈ لاہور

محمد رفیق رضا ملتان

۳۶ صفحات

۲۲ x ۱۸  
۸

نام کتاب

مصنف

ناشر

مطبع

سورق

ضخامت

سائز

قیمت

بار

## مقدمہ

(لغوی تحقیق)

معجزہ اعجاز سے مشتق ہے جس کا مادہ عجز ہے اور ہر انسان کے پچھلے حصہ کو کہتے ہیں :  
 صَاحِبُہُمْ اَعْجَازٌ نَّحْلٍ مُّنتَفِعٍ گویا کہ وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کی ڈھٹی ہیں۔  
 میں یہی معنی طوطا ہیں۔ پھر اس عجز سے کسی کام میں مؤثر رہنے کا مفہوم لے کر پھر اس سے درماندگی کا  
 مفہوم لیا جاتا ہے۔ اسی معنی کو لے کر قرآن پاک نے مختلف معنوں میں استعمال کیا ہے۔ ذیل کی آیات  
 ملاحظہ ہوں :

۱۔ جب قابیل کے سامنے ایک کوسے نے دوسرے کو بے چارگی ڈال کر اسے زیر خاک کیا تو قابیل بولا :

يَا وَيْلَتَى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ  
 وَمِثْلَ هَذِهِ الْعُرَابِ ہائے خرابی میں اس کو بے جیسا نہ ہو سکا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے سرکش کفار سے فرمایا ہے :

وَاعْلَمُوا اَنَّكُمْ عَلَيَّ مَعْجِرٌ

یاد رکھو۔ تم لوگ اللہ کو نہ تھا سکو گے۔

۳۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَکَ

اللہ وہ نہیں جس کے قابو سے نکل سکے۔

۴۔ لَا يُعْجِزُونَ

ہرگز نہ تھا سکو گے۔

۵۔ اَلَمْ يَعْجِزْ اللّٰهُ وَلَئِنْ  
 تَعْجِزْکَ

ہرگز زمین میں اللہ کے قابو سے نہ نکل سکیں گے اور نہ بھاگ کر اس کے قابو سے باہر ہوں۔

۶۔ فَلَئِنْ جَمَعْتُمْ

وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں۔

۷۔ وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ

تم تھا نہیں سکتے۔

۸۔ مُعْجِزِينَ

ہرانے کی کوشش کرتے ہیں۔

۹۔ اِنَّا عَجَزْنَا

میں بڑھیا ہوں۔

بجز اس مرد یا عورت کو کہتے ہیں جو پیرانہ سالی کی وجہ سے بہت سے امور کرنے سے درماندہ  
 رہ کر عاجز ہو جائے۔ اور اہل عرب اپنے ارادہ پر قادر نہ ہونے کو عجز کہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں  
 لفظ قدرت استعمال کیا جاتا ہے اور اعجاز معنی عاجز کرنا، معجزہ معنی عاجز کرنے والا اور معجزہ کو بھی  
 معجزہ اسی لیے کہتے ہیں کہ خلق خدا اس جیسے فعل کرنے سے عاجز ہو جاتی ہے گویا اسی فعل نے خلق  
 کو عاجز کر دیا اور شریعت میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ان دلائل کو کہتے ہیں جن کو ان حضرات نے  
 اپنی نبوت کے لیے خلق خدا کے سامنے پیش فرمائے گویا معجزات شان نبوت کے مظہر ہوتے ہیں۔

## معجزہ کی تاء کی تحقیق

معجزہ کی تاء میں کئی احتمال ہیں :

۱۔ مبالغہ کی ہے جیسے علامۃ و نساۃ میں۔

۲۔ نقل من الوصفیۃ الی الاسمیۃ کی ہے جیسے حقیقۃ میں۔

۳۔ یا تا تانیث کی ہے لیکن اس کا موصوف محذوف ہے۔ دراصل آیۃ مُعْجِزَکَ۔

## تحقیق صیغہ

اسم فاعل اذ اعجاز ما غوذا عجز جو کہ قدرت بالمقابل ہے بمعنی اثبات العجز۔ اسے  
 اظہار العجز کے لیے استعارہ کیا گیا ہے پھر مجازاً اس شے کو کہا جاتا ہے جو عجز کا سبب  
 بنے۔ اب عرف میں سبب عجز کا علم بن گیا ہے۔

## معجزہ کی تعریف

شرح عقائد نسفی میں ہے :

لہ اس تحقیق کا اضافہ طبع دوم میں ہوا۔ لیکن طبع اول سے کچھ بحث ملانی گئی۔ ۱۲۔ اولیٰ مغرور،

مُعْجَزَةٍ هِيَ أَمْرٌ يُظَاهِرُ خِلَافَ  
الْعَادَةِ عَلَى يَدِ مَدْعَى الشَّيْئَةِ  
عِنْدَ تَهْدِي الْمُتَكِرِّينَ عَلَى وَجْهِهِ  
يَعْمَلُهُ الْمُتَكِرِّينَ عَنِ الْإِشْيَانِ  
بِحِشْلِهِ -

فت : عادت سے عادت الہیہ مراد ہے یعنی ہر وہ فعل کا صدور کرات مرات ہو۔ اس کی نسبت  
صانع کی طرف ہوتی ہے جیسے بھوک کا مٹنا کھانے سے اور پیاس کا پانی سے وغیرہ وغیرہ۔ اگر  
اس عادت کے خلاف فعل صادر ہو تو اسے خرق عادت سے تعبیر کرتے ہیں جیسے کسی کی پیاس پانی  
کے بغیر اسی طرح بھوک کھانے کے بغیر مٹائی جائے۔

فت : بروئے تواریخ یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ لفظ معجزہ کا استعمال اس خاص معنی میں کس زمانہ سے ہونے لگا  
اور وہ پہلا کون شخص تھا جس نے اس مفہوم میں اس کا استعمال کیا مگر اس امر کا الطینان ہے کہ  
اللہ تعالیٰ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی دوسرے نبی علیہ السلام کے کلام میں اس لفظ کا اس  
معنی میں استعمال کہیں بھی نہیں ہوا۔

معجزہ دو قسم ہے :

- ۱۔ انسانی طاقت کو اس فعل کے کرنے کا امکان تو ہو مگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ السلام کو سچا  
کرنے کے لیے انہیں عاجز کر دے جیسے موت کی تمنا کرنا۔
- ۲۔ انسانی طاقت سے باہر ہو اور نہ وہ اس جیسا فعل کر سکتے ہوں جیسے احیاء موتی مردے  
زندہ کرنا، چھڑی کو سانپ وغیرہ کر دینا وغیرہ۔

خرق عادت کی اقسام اس کی سات اقسام ہیں :

- ۱۔ معجزہ : یہ انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم السلام سے صادر ہوتا ہے۔

- ۲۔ کرامت : یہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے۔
- ۳۔ معونۃ : یہ عام مومنین سے سرزد ہوتی ہے بشرطیکہ وہ فاسق و فاجر نہ ہوں۔
- ۴۔ ارہاس : یہ حضرات انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم السلام سے صادر ہوتا ہے۔ لیکن قبل از  
اظہار نبوت، جیسے قبل از اظہار نبوت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات۔ جن کا  
بیان آگے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فت : بعض لوگوں نے اسے کرامت میں داخل کیا ہے اور بعض نے مجازاً معجزات میں۔  
۵۔ استدراج : یہ کفار اور فاسق سے ظاہر ہوتا ہے جیسا وہ چاہیں۔ استدراج بمعنی ڈھیل  
دینا۔ چونکہ اس طرح سے کافر و فاسق کو ڈھیل ملے گی اور غلط کاری میں جرات کرتا ہوا جہنم  
رسید ہوگا۔

- ۶۔ اہانت : کافر و فاسق سے ایسا فعل سرزد ہو جو اس کی مرضی اور منشاء کے خلاف ہو، جیسے  
مسیحہ کذاب کے لیے ہوا کہ اس نے پانی میں تھوکا تو وہ بھائے میںٹھا ہونے کے کڑوا ہو گیا۔  
اسی طرح اس نے بھینگے کی آنکھ پر ہاتھ پھیرا تا کہ آنکھ صیح ہو جائے تا وہ نابینا ہو گیا۔
- ۷۔ جادو : یہ شریر لوگوں کو حاصل ہونے والے جو عملیات کے ذریعے شیاطین کی مدد سے خرق عادت  
میں شامل نہیں کیا اسی لیے کہ اس میں عملیات کو دخل ہے جو بھی ان عملیات کو عمل میں لائے  
اسی سے ایسے امور کا صدور ہوگا۔

فت : کہانت جادو سے ہے اور کہانت جنات سے غیبی خبریں کر بات بتانا ہے۔

## عقیدہ

محققین کا اجماع ہے کہ خرق عادات کا ظہور جھوٹے نبی سے محال ہے۔ اس لیے کہ معجزہ  
کی دلالت صدق پر قطعی ہے اور وہ جھوٹا ہے۔ بعض کہتے ہیں : اگر جھوٹے سے معجزہ کا ظہور  
مان لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کا انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم السلام کی تصدیق کے لیے حجت لازم آئے گا۔



## جھوٹے نبیوں کے جھوٹے کرشمے

جھوٹے نبی سے صبح غرق عادات صادر ہوتیں تو وہ جیلوں حوالوں سے گاڑی نہ چلاتے۔ حالانکہ انہوں نے جب بھی اپنی جھوٹی نبوت کا اظہار کیا تو پھر جیلوں حوالوں سے کام چلایا۔ چنانچہ چند ایک حکایات ملاحظہ ہوں:

- ۱۔ مسیحا کذاب اپنے ہاتھ پر ادویہ چٹا کر گنج کے سر پر ہاتھ پھیرتا تو اس کے سر سے بال پیدا ہو جاتے وہ اپنے اس امر کو معجزہ سے تعبیر کرتا۔
- ۲۔ علیہ بن خویلد (جھوٹے نبی) کا کام تھا کہ ہر کرم میں انڈا اور نوشادر ڈال کر خوب پیتا پھر اسے شیشی میں ڈال دیتا، اس کے اوپر پانی ڈال دیتا، اس طرح سے وہ اشیاء اپنی حالت پر لوٹ آتیں۔ اس معاملہ کو بھی وہ معجزہ سے تعبیر کرتا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ

اما بعد! چونکہ فقیر نے معجزات کی ترتیب کے بغیر یہ سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس لیے ان جملہ حصص میں صرف معجزات کے عنوانات اور نمبر قائم ہوں گے۔ واللہ الموفق (وہی ہدہ)۔  
عمدہ ترین معجزہ قرآن پاک ہے کہ ایسا معجزہ اور کسی پیغمبر  
۱۔ بڑا معجزہ قرآن مجید کو عنایت نہیں ہوا۔ سب انبیاء علیہم السلام کے معجزے ایک وقت میں ظاہر ہو کے ناپید ہو گئے۔ مگر یہ معجزہ آپ کا ابتداء نزول سے اب تک کہ ۱۳ سال ہوئے تا ہنوز باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا۔ فصحاء عرب جو کہ فصاحت و بلاغت میں اپنے زمانہ کے بے عدیل سمجھے جاتے تھے اور فی البدیہہ قصائد طویلہ و نثر و عبارات مسجع بلا تکلف کہہ دیا کرتے تھے۔ اس کے مقابلہ میں عاجز آ گئے۔ آپ نے انہیں برملا خائفوں کی صورت میں پیش کیا (الایہ) فرمایا۔ مگر سب کے سب اس کے مقابلہ میں عاجز ہوئے اور آج تک دشمنان اسلام کہ ہمیشہ اس کی تحریف کی فکر میں رہتے ہیں۔ اس کی زیر و زبر اور نقطہ کو تبدیل کرنے تک کی بھی قدرت نہیں رکھتے کیونکہ  
ضر بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباد بن عاص کو نورانی بنا دینا بشر و اسید بن حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عشاء کی نماز کے بعد آپ کی زیارت کے بعد کچھ دیر تک آپ کے کام سے مستفیض ہوتے رہے، یہاں تک کہ سخت ظلمت چھا گئی۔ جب یہ حضرات رخصت لے کر اپنے گھر جانے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اندھیری رات میں گھبراؤ

نہیں۔ تمہارے ہاتھ کا عصا مشعل کی طرح روشن ہو کر تمہیں راستہ دکھانے لگا۔ جب یہ حضرات رخصت ہو کر مسجد نبوی سے باہر نکلے تو ایک صاحب کا عصا خود بخود مشعل کی طرح بغیر آگ و تیل کے روشن ہوا اسی روشنی میں دونوں صاحب راستہ پھلتے رہے۔ جب راستہ آگ ہوا تو بوقت جدائی دوسرے صاحب کہ جس کا عصا روشن نہیں تھا فوراً روشن ہو گیا اور دونوں صاحبان اسی روشنی کے ذریعہ سے اپنے اپنے گھروں میں پہنچے اور صبح کو خود دیکھا تو ان میں آگ کا نشان بھی نہیں تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

ف: اس معجزہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیب دانی کا مسئلہ حل ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ فقط نور نہیں بلکہ نور گر (یعنی نور بنانے والے) بھی ہیں۔

### ۳۔ حضرت انسؓ کا دسترخوان حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

از انس فرزند مالک آمدہ است  
کہ بہائی او شغف شدہ است  
ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ان کا ایک شخص مہمان ہوا۔  
او حکایت کرد کہ بعد تمام  
دید انس دسترخوان مالک و عام  
ترجمہ: وہ مہمان فرماتے ہیں کہ لعام کے بعد انس نے دسترخوان پر بکھرت میل دیکھی۔  
چرخن آلودہ گفت اے خادمہ  
اندر فلان در تنور شش یک دمہ  
ترجمہ: میل اور آلودگی دیکھ کر خادمہ کو فرمایا اسے ابھی تنور میں ڈال دو۔  
در تنور پزد آتش در فلان  
آنزمان دستار خوان را ہوش مند

ترجمہ: تنور آگ کے بھرے ہوئے میں اس دانا خادمہ نے اسی وقت اس دسترخوان کو ڈال دیا۔

جملہ مہمانان حبیبان شدند  
انتظار و دود کند ورے بدند

ترجمہ: تمام مہمان اس معاملہ میں حیران ہوئے، اس رومال پر دھواں کے آثار کے منتظر تھے۔

بعد یک ساعت بر آورد از تنور  
پاک و اسپید و آڑاں او ساخ دور

ترجمہ: ایک ساعت کے بعد اس کو تنور سے باہر لائے تو صاف و شفاف میل سے دور ہو کر نکلا۔

قوم گفتند اے صحابی عزیز  
چوں نسوزید و منق گشت نیز

ترجمہ: مہمانوں نے کہا کہ اے بزرگ صحابی اسے آگ نے کیوں نہ جلایا، اٹا صاف ہو گیا۔

گفت زانکہ مصطفیٰ دست و دہان  
بس بمالید اندرین دستار خوان

ترجمہ: انس نے کہا کہ اصل وجہ یہ ہے کہ پیارے مصطفیٰ نے اس کو ہاتھ اور منہ لگایا تھا۔

اے دل ترسندہ از نار عذاب  
با پچناں دست دلی کن اقتراب

ترجمہ: اے دل نار عذاب سے ڈرنے والا تو بھی اسی طرح ولی کے ہاتھ کا قرب حاصل کر لے۔

چوں بنامدے را چنیں تشریف داد

جان عاشق را چہار خواہد کشاد

ترجمہ: جبکہ اس بے میان شے کو اتنا شرف بخشا تو نامعلوم عاشق زار کو کتنا شرف فرمائیں گے۔  
 ف: اس قصہ کو علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی خصائص کبریٰ میں نقل فرمایا ہے۔ پھر  
 حضرت انس نے مہانوں سے فرمایا کہ حبیب بھی یہ دسترخوان میلایا ہو جاتا ہے ہم اسی طرح تنور  
 میں ڈال کر اجلا کر لیتے ہیں۔ اسی قصہ کے زوی حضرت عباد بن الصمد ہیں۔

راقدی بنی اشہل کے بہت سے مردوں سے روایت

۴۔ لکڑی کو تلوار بنا دیا

کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ اسے شہید دو جہاں نے ایک تازیانہ عطا فرمایا جو کہ آپ کے ہاتھ  
 میں تھا اور فرمایا کہ انہی کے ساتھ لڑو۔ پس ناگاہ وہ لاکھٹی چمکتی ہوئی تیور تلوار بن گئی اور ہمیشہ  
 وہی لاکھٹی ان کے پاس تلوار بنی رہی۔ (حجۃ اللہ)

ف: یہ تصرف رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ لاکھٹی کی ہیئت کو بدل ڈالا۔ اسے کہتے ہیں  
 اختیار رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)،

۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا پیالہ دودھ کا

ہیں کہ میں بھوک کے باعث کبھی ایسا ہوتا کہ  
 جگر تھا کہ زمین پر گر جاتا تھا اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔ ایک دن سر راہ آ بیٹھا، حضرت  
 ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے قریب سے گزرے اور میں نے آپ سے قرآن مجید کی چند آیات  
 کے متعلق دریافت کیا میرا مقصود یہ تھا کہ شاید وہ مجھے کچھ کھلا دیں گے۔ مگر وہ یونہی تشریف  
 لے گئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ان سے بھی ایک آیت کا مطلب پوچھا۔  
 ان سے بھی وہی عرق قی مگر وہ بھی تشریف لے گئے۔ اتنے میں بیکسوں کے والی، غریبوں کے  
 آقا پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا۔ یعنی

میرے دل کی بات سمجھ گئے اور میرے چہرہ کو تازہ کیا۔ پھر فرمایا: میرے ساتھ چلے آؤ، میں  
 پیچھے پیچھے ہو لیا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نورانی حجروں میں تشریف لے گئے اور وہاں سے ایک  
 دودھ کا بھرا ہوا پیالہ لائے، آتے ہی فرمایا: اصحاب صفہ کو بلاؤ۔ میں نے خیال کیا اصحاب صفہ  
 ستر آدمی ہیں ان میں ایکس پیالہ دودھ کی کیا حقیقت ہوگی۔ اگر مجھے مل جاتا تو میرا کچھ کام بن جاتا۔  
 لیکن پیٹ پھر بھی نہ بھرتا۔ خیر تسلیم خم کر کے چلا گیا جا کر اصحاب صفہ کو بلایا، وہ سب حاضر  
 ہو گئے۔ آپ نے دودھ کا پیالہ دے کر فرمایا کہ ان سب کو بلاؤ میں نے یکے بعد دیگرے  
 سب کو بلایا اور وہ اسی پیالہ سے سب سیر ہو گئے مگر دودھ کا پیالہ ختم نہ ہوا۔ آخر میں نے

پیالہ بھجور کیا۔ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: اے ابی ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اب فقط  
 میں رہ گیا ہوں۔ میں نے عرض کیا سچ ہے یا حبیب اللہ پھر آپ نے فرمایا: اچھا بیٹھ جاؤ۔  
 اور تم پیو۔ میں نے پینا شروع کیا تو پیالہ منہ سے اتارنے لگا، آپ نے فرمایا: پیو، کئی بار  
 فرمایا پیو۔ لیکن میں نے عرض کی یا حبیب اللہ مجھے قسم ہے اس ذات مقدس کی جس نے آپ کو  
 برحق رسول بنا کر بھیجا۔ اب تو پیٹ میں کچھ گھائش نہیں ہے۔ (بخاری شریف)

ف: ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار تو دیکھو کہ فقط ایک پیالہ ہے نہ کہ مشک تھی نہ کوئی  
 اور برتن تھا۔ بقول حضرت ابی ہریرہؓ: صرف ایک آدمی کے لیے بھی کتنی نہ تھا۔ سبحان اللہ  
 توسیع کرم کو تو دیکھو کہ ایک پیالہ کو سمندر بے کنار بنا دیا کہ ستر اصحاب صفہ جو بھوک سے ہمیشہ شاک  
 رہتے اور خود ابی ہریرہؓ جو بھوک کی وجہ سے گر گر جاتے اور پتھر باندھے رہتے مگر اتنا سیر ہوتے  
 ہیں کہ قسم کھا کر اپنے سیر ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ حضور مصطفیٰ کریم علیہ النبیۃ والتسلیم کے  
 شہیدانو! بھلا خیال کرو کہ اس کو کوئی جماعت ختم کر سکے گی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ قسم  
 بخدا اگر سینکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں لا تعداد بھوکے پیٹے رہتے تب بھی ختم نہ ہوتا،  
 کیوں ختم ہوتا جبکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جاری کر دیا۔ یہی توجہ ہے کہ وہی پیالہ  
 بالآخر سرکار نے خود ہی نوش فرما کر ختم کر دیا۔

فت و خصائص کبریٰ میں ہے کہ جب حضرت ابی ہریرہؓ پینے سے تھک گئے تو پیالہ سرکار کو دے دیا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دودھ کے کثیر ہوجانے پر اللہ تعالیٰ کی حمد فرمائی اور بسم اللہ شریف پڑھ کر پینا شروع فرمایا اور پیالہ کا بقیہ دودھ خود ہی آقائے ختم فرمایا۔ دراصل حضور علیہ السلام اس پیالہ کا کنکشن سبیل سے لگا دیا جیسے کمپیوٹسٹ کی تردید مل کا کنکشن ٹینکی سے ہوتا ہے تو اس بیوٹے مل سے کتنا پانی نکلتا ہے وہ مل کا کمال نہیں بلکہ ٹینکی کا پانی ہے ایسے ہی روحانی کنکشن جوڑنے والے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

۴۔ ٹوٹا یا زو جوڑ دیا۔ غیبی ابن سیاف فرماتے ہیں کہ ایک لڑائی میں ہم آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ تھے۔ میرے کندھے پر ایک ضرب لگی اور میرا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ میں حضور سرور کائنات کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے لعاب مبارک لگا کر میرا ہاتھ جوڑ دیا۔ پھر میں نے اسی ہاتھ سے اس شخص کو قتل کر دیا جس نے مجھے زخمی کیا تھا (رحمۃ اللہ حضرت بشر بن معاذؓ اپنے والد کے ساتھ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کے چہرہ اور سر پر ہاتھ پھیر دیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ حضرت بشرؓ جس مریض پر بھی ہاتھ پھیرتے اس کو شفا ہو جاتی۔ (خصائص کبریٰ)

۸۔ حضرت جابرؓ کا آٹا اور گوشت غزوہ احزاب میں تمام مہاجرین اور انصار خندق کھود رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ میرے آقا علیہ السلام کچھ تناول فرمانا چاہتے ہیں۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا کہ کچھ کھانے کو ہے۔ انہوں نے ایک صاع جو کے نکالے گھر میں ایک بکری تھی وہ میں نے ذبح کی، میری بیوی نے آٹا گوندھا اور گوشت دگھی میں چڑھا دیا۔ اب میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور چپکے سے آپ کے کانوں

میں عرض کی کہ میں نے تھوڑا کھانے کا انتظام کیا ہے آپ معہ چند معدودہ اصحاب کے تشریف لے چلیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سنتے ہی تمام اہل خندق کو پکارا اور فرمایا کہ آؤ جابر نے دعوت عام کی ہے، ان سب کو ایسے ہی جمع فرماتا شروع کر دیا اور مجھے فرمایا کہ تم گھر جاؤ اور ایسا کرو کہ جب تک ہم نہ آئیں چھپے سے دگھی نہ اتارنا اور نہ روٹی پکانا۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مع غلامان خندق تشریف لائے اور آتے ہی آٹے اور گوشت میں لعاب دہن ڈالی اور برکت کی دعا بھی فرمائی۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم ہزاروں اشخاص نے شکم سیر ہو کر کھایا، گوشت اور آٹے میں کسی قسم کی کمی نہ ہوئی۔ (خصائص کبریٰ) اس معجزہ کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

۹۔ بھاری قرض اتار دینا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد اپنے اوپر بہت سا قرض چھوڑ کر وفات پائی۔ قرض داروں نے تقاضا کیا تو میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ سرکار میرے والد صاحب بہت قرضہ چھوڑ کر انتقال کر گئے ہیں اور کھجوروں کی پیداوار تو میرے باغ میں ہے مگر کی برس تک اس سے میرا قرض ادا نہیں ہوتا۔ آپ میرے ساتھ میرے خلیفان میں تشریف لے چلے کہ آپ کے ادب سے مجھ پر قرض دار سختی نہ کریں۔ حضور ان کے ساتھ تشریف لے گئے۔ قرض دار تو بھروسہ کیونکہ آپ حضور علیہ السلام اور زیادہ گرم ہو گئے آپ نے اور کچھ د فرمایا بلکہ کھجوروں کے گرد دھڑک کر برکت کی دعا فرمائی۔ پھر اس ڈھیر پر بیٹھ گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کھجوروں میں اتنی برکت تھی کہ مجھے امید نہ تھی کہ قرض ادا ہو۔ مگر تمام قرض بھی ادا ہو گیا اور جتنا قرض داروں کو دینا تھا اتنا ہی بچ گیا کسی نے کیا خوب فرمایا: (بخاری شریف جلد اول)



سے بہت دشن تھے جابر اور اک انبار غرما کا  
ادائے قرض کر کے پھر بچایا میرے آقا نے

۹۔ اونٹ کی فریاد سنی  
حضرت یعلیٰ بن مَرہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم باہر تشریف لائے اتنے میں ایک اونٹ حضور اکرمؐ کے  
قدموں میں گر کر سجدہ کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا یہ اونٹ اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے کہ  
اس کے مالک نے اس سے چالیس برس تک خدمت لی۔ جب یہ بوڑھا ہو گیا ہے تو  
اس کے چارے میں کمی اور کام میں زیادتی کر دی۔ آج اس کے مالک کے گھر شادی ہے وہ  
اسے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ اسی لیے یہ میرے ہاں شکایت لے کر آیا ہے۔ آپ نے اونٹ  
کے مالک کو بلا کر سارا حال سنایا اس نے واقعہ کی تصدیق کی۔ آپ نے فرمایا اس کو میرے  
لیے چھوڑ دو۔ ذبح نہ کرو۔ (خصائص کبریٰ)

۱۱۔ حجر و شجر کی بیک وقت غلامی جنگل میں حضور پر نور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا  
کہ یہاں کھجور اور پتھر ہیں؟ میں نے عرض کیا حضور ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا جاؤ اور ان  
دونوں کو کہو کہ تمہیں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قریب ہو جاؤ۔  
حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ حضور کا حکم سنا نا ہی تھا کہ پتھر اور کھجور یکجا جمع ہو گئے۔ آپ نے  
فضائے حاجت فرمائی۔ پھر مجھ سے کہا کہ انہیں کہو کہ علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ۔ حضرت اسامہؓ  
فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات مقدس کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ  
پتھر اور کھجور کو آقا کا حکم سنایا تو دونوں فوراً علیحدہ ہو کر اپنے اپنے مقام پر واپس  
چلے گئے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

۱۲۔ پھوٹی آنکھ کو جو کر نورانی بنا دیا  
حضرت عبداللہ بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ احد کی  
لڑائی میں حضرت ابوذرؓ کی آنکھ پھوٹ گئی۔ حضورؐ

نے اس کی آنکھ میں لعاب دہن لگا دیا۔ جس آنکھ میں لعاب ڈال گیا وہ آنکھ دوسری آنکھ  
سے زیادہ روشن اور اچھی تھی۔ (خصائص کبریٰ)

۱۳۔ چاند جھک جاتا  
حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کرتے  
ہیں کہ مجھے آپ کے دین میں آپ کے بچپن کے ایک عجوبہ نے داخل فرمایا  
وہ یہ کہ میں آپ کو گہوارہ میں دیکھتا تھا کہ آپ چاند کے ساتھ باتیں کرتے تھے اور انگلی کے  
اشارہ سے چاند کو موڑتے اور مڑ جاتا۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس  
سرہ فرماتے ہیں: سہ

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہر میں  
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پہ کھلونا نور کا

آپ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ میں چاند کے ساتھ باتیں کرتا تھا اور وہ میرے  
ساتھ باتیں کرتا۔ رونے سے بھی بہلاتا اور جب عرش کے نیچے جا پہنچتا تو میں اس کے سجدہ  
کرنے کی آواز سنتا تھا۔ (خصائص کبریٰ)

۱۴۔ فانی تو بچپن کے سال کا حال تھا۔ جب دور نبوت میں تشریف لائے تو وقت سمارا  
اور بڑھ گئی مگر بعض لوگ اس راز سے نا آشنا ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہاں سے ہمارے حال کا  
انہیں کیا خبر (اس معجزہ پاک کی مزید تشریح آنے والے حصوں میں درج کی جائے گی۔  
انشاء اللہ)

۱۴۔ پیچھے مبارک ڈال کر پیالہ سے دیریا بہا دیا کہ جنگ مدینہ کے دن پانی ختم ہو گیا۔ ہم سب پیاس میں مبتلا ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے۔ ہم سب جمع ہو کر آپ کے ارد گرد کھڑے ہو گئے۔ آپ نے پوچھا کیوں کھڑے ہو۔ عرض کیا۔ حضور وضو اور پینے کے لیے پانی نہیں ہے۔ پریشان ہیں۔ بس فقط یہی پانی تھا جس سے آپ وضو فرما رہے ہیں۔ پس آپ جس برتن سے وضو فرما رہے تھے ہاتھ مبارک کو اس میں ڈلوایا۔ سبحان اللہ ہاتھ ڈلوانا ہی تھا کہ برتن نے جوش مارنا شروع کیا۔ ہم کیا دیکھتے ہیں، پانی کے نالے جاری ہو گئے۔ ہم سب نے وضو بھی کیا اور پانی بھی سیر ہو کر بہا۔ کسی نے حضرت جابرؓ سے پوچھا کہ تم کتنے آدمی تھے۔ آپ نے فرمایا کہ لاکھوں کی تعداد بھی ہوتی تو پانی سب کو پہنچا ہو جاتا مگر اس وقت ہم ڈیڑھ ہزار آدمی تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۔ کشکول حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر تین مصیبتیں پڑی ہیں۔

ایک حضور علیہ السلام کا وصال۔ دوسرا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تیسرا توشہ دان کا کم ہونا۔ لوگوں نے پوچھا کہ توشہ دان کیسا تو آپ نے فرمایا: ایک دفعہ غزوہ تبوک میں لوگ بھوک سے ٹھٹھال ہو گئے۔ مجھے سید دو عالم نے پوچھا کہ تمہارے پاس بھی کچھ ہے۔ میں نے عرض کی کہ ہاں حضور توشہ دان میں چند کھجوریں ہیں۔ آپ نے فرمایا اے او۔ میں نے حاملین تو آپ نے ان کو دسترخوان پر پھیلا دیا و اکیس تھیں تو آپ ایک کھجور پر خدا تعالیٰ کا نام پڑھ کر رکھتے جاتے پھر آپ نے ان سب کو ملا دیا پھر حکم دیا کہ دس دس آدمی کھائیں۔ اسی طرح کیا گیا۔ یہاں تک کہ تمام لشکر سیر ہو گیا پھر مجھے فرمایا: لو اپنا توشہ دان اور اس کا منبہ بند کر دو۔ پھر جب ضرورت پڑے اس سے خرچ کرتے رہنا۔ مگر ان کو مست شمار کرنا اور نہ کرنا۔ میں نے توشہ دان لے لیا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ حقیقتاً حاضر

کیا تھا اس سے زائد ہے۔ اس توشہ دان میں اتنی برکت ہوئی کہ میں بھی کھا تا رہا اور لوگوں کو بھی دیتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے روز میرا گھر ٹوٹا گیا اور اس کے ساتھ میرا توشہ دان بھی ٹوٹ گیا۔ (مدارج اور خصائص کبریٰ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انصاریوں نے اونٹ کا عشق نبویؐ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں ایک شکایت کی کہ ہمارا ایک اونٹ بہت جس سے ہم پانی لاد کر اپنے کھیتوں کو دیا کرتے ہیں۔ اب وہ اونٹ سرکش ہو گیا ہے جو بجائے کام کے مارتا ہے کرم کیجئے ہماری کھیتیاں و باغ وغیرہ خشک ہو رہے ہیں۔ آپ یح اصحاب اس اونٹ کی جانب روانہ ہوئے۔ پوچھا کہاں ہے عرض کی باغ میں بیٹھا ہے۔ آپ باغ میں تشریف لے گئے، اونٹ ایک گوشہ میں بیٹھا تھا۔ جو نہی سرکار دو جہاں کو دیکھا کھڑا ہو گیا۔ ہم سب نے عرض کی یا رسول اللہ واپس لوٹیے اونٹ دیوانہ ہے کہیں آپ کو نقصان نہ پہنچا دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چپ رہو یہ کچھ نہیں کہتا۔ ہم سب حیران کھڑے دیکھ رہے تھے۔ اونٹ آتے ہی قدموں پر گر پڑا۔ گویا زبان حال سے کہہ رہا تھا:۔

بجدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر

جو دہاں سے ہو ہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

آپ نے اونٹ کی پیشانی سے پکڑا اور انصاریوں کے کام میں لے آئے۔ ہم نے اونٹ کی سجدہ گزاری پر رشک کرتے ہوئے عرض کی:۔

یا رسول اللہ یہ جانور جو بالکل بے عقل ہیں آپ کو سجدہ کرتے ہیں ہم تو پھر زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ نے فرمایا بغیر ذاتِ خدا تعالیٰ کے کسی کو سجدہ کرنا روا نہیں ہے اگر کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو عورت کو حکم ہوتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (رواہ احمد و نسائی)

وقت ایک اور روایت میں آیا ہے کہ یہی اونٹ جس کا ذکر آچکا ہے اس کے متعلق آپ نے اونٹ والے سے کہا کہ اس کی قیمت لے لو اور اونٹ مجھے دے دو۔ اس نے عرض کی کہ یہ مال آپ کا ہے۔ آپ کو بطور تحفہ ہی پیش کرنے کو تیار ہوں مگر ہذا گذارہ اس اونٹ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا تو پھر اس کی شکایت رفع کر دو کہ یہ کہتا ہے کہ مجھے گھاس نڈولتے نہیں مگر کام بہت کراتے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بھیریا بھی رسول کا غلام ہے ایک بھیریا جنگل میں بکری کو چھپکے مار بھاگا تو چرواہے نے زور سے بکری پھینکی۔ بھیریا ایک جگہ بیٹھ کر دم ہلاتا ہوا جیسے کہ درندوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہنے لگا کہ اسے چرواہے خدا سے نہیں ڈرتا کہ تو نے میرا رزق جو کہ میرے رب نے آج مجھے عنایت کیا ہے۔ راعی متعجب ہو کر کہنے لگا۔ عجیب بات ہے کہ آج بھیریا آدمیوں کی طرح بول رہا ہے۔ بھیریا نے کہا اس سے اور زیادہ تعجب ناک بات یہ ہے کہ عہد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں لوگوں کو غیب کی خبریں سناتا رہے ہیں مگر لوگ ان کی کچھ بھی نہیں مان رہے۔ چرواہے کو زیارت کا شوق دامنگیر ہوا۔ چنانچہ بکریوں کو ایک گوشہ میں چھوڑ آیا اور بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوا۔ تمام قصبہ کہہ سنایا آپ نے اذان کا حکم دیا۔ سب لوگ جمع ہو گئے۔ آپ نے چرواہے کو فرمایا جو کچھ تم نے دیکھا اور سنا ہے سب جماعت حاضر کو سنا دو۔ (رواہ احمد بن حنبل)

وقت : یہ چرواہہ یہودی تھا پھر مسلمان ہو گیا۔ یہی قصبہ حضرت ابوسہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں بیان کرتے ہیں کہ جب اس چرواہے نے بکری پھینکی اور بھیریا نے کلام کیا تو چرواہہ متعجب ہوا تو پھر بھیریا بولا کہ اس سے اور تعجب ناک بات یہ ہے کہ تو بکریوں کو پیارا سمجھ کر جنگل میں گزار رہا ہے اور وہ رسول عربی مدینہ میں تشریف رکھتے ہیں۔ یہ وہ نبی اکرم ہیں کہ جن کی شان یہ ہے کہ ان جیسا کہ کوئی آسکتا ہے، نہ آئے گا۔ گویا کہتا تھا:

سرخ مصطفیٰ ہے وہ ائینہ کہ نہیں ہے دوسرا ائینہ

نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان ائینہ ساز میں

پھر بیٹھے نے کہا کہ تیرے اور ان کے درمیان فقط یہی پہاڑ حائل ہے بس اس پہاڑ کے پلان کے دیدار پر انوار کی تجلیات سے ذرہ ذرہ سرشار ہو رہا ہے۔ چرواہے کا دل اور زیادہ گرویدہ ہو گیا۔ دیدار کے لیے مجبور ہو گیا۔ کہنے لگا: اگر میں وہاں ہاؤس تو یہ بکریاں کون چرائے گا۔ بھیریا نے کہا میں اس خدمت کو انجام دوں گا۔

کی بھیریا نے دشت میں گئے کی حفاظت

چرواہا بھی ہونے لگا قربان محسن!

چرواہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو کر واپس آیا تو بھیریا بکریاں باطن لیے کھڑا چلا رہا تھا۔ چرواہے نے ایک بکری ذبح کر کے بھیریا کو کھلائی۔

(مدارج النبوة جلد اول)

۱۸۔ شیر خوار بچے نے گواہی دی کے موقع پر میں نے ایک عجیب واقعہ دیکھا کہ میں اس سرے میں حاضر ہوا جہاں حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ تھوڑی دیر گزری کہ پیام کے لوگوں سے ایک مرد ایک چھوٹے بچے کو جو اس وقت پیدا ہوا لے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمایا:

مَنْ أَنَا؟ میں کون ہوں؟

لڑکا بول اٹھا:

أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ

آپ اللہ کے رسول ہیں۔

آپ نے فرمایا:

صَدَقْتَ يَا ذَكَ اللَّهُ فِينَا

یعنی بیٹھک تو نے سچ کہا اللہ تعالیٰ

تجربہ میں برکت بخشنے۔

وہ لڑکا پھر کبھی نہ بولا۔ یہاں تک کہ جوان ہوا۔ اس کا نام بھی ہم نے مبارک الیمامہ رکھا۔

(مدارج النبوة جلد اول)

۱۹۔ پاگل بچے کو شفا مل گئی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور ساتھ

ایک لڑکے کو لائی۔ عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لڑکے کو جنون ہے۔ اس نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے۔ دیکھئے اس نے مجھے باؤلے کتے کی طرح کاٹا ہے اور گھر

کے اسباب کو ادھر ادھر پھینکتا ہے۔ آپ نے اس کے سیدھے پر ہاتھ مبارک رکھا تو اس لڑکے نے قے کی۔ قے کے ذریعہ اس کے پیٹ سے کتے کے چھوٹے کی طرح کوئی شے سیاہ شکل بھاگتی ہوئی باہر نکلی۔ (رواہ الدارمی)

۲۰۔ حضرت ابوہریرہؓ کو عطیہ قوت حافظہ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:

یا رسول اللہ! مجھے نسیان کی شکایت ہے۔ آپ سے حدیثیں سنتا ہوں اور بھول جاتا ہوں۔ حضور نے فرمایا:

اپنی چادر بچھاؤ۔ میں نے چادر بچھا دی تو:

فَعَرَفْتُ بِبَيْدِي وَفِيهِ سَمَةٌ  
قَالَ فَصْنَمُهُ  
حضور نے دونوں ہاتھوں سے اس میں کچھ ڈال دیا اور فرمایا: اب اس چادر کو سینے سے لگا لو۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے اس چادر کو اپنے سینے سے لگایا۔  
فَمَا كُنْتُ حَلِيثًا بَعْدُ  
پھر میں کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔

(بخاری شریف ص ۲۲، حجة اللہ ص ۳۳)

۲۱۔ مصعبین میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر جہاد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بجانب نجد) کے

ساتھ تھے۔ ایک دن دوپہر کے وقت ایک جنگل میں جہاں بہت سے درخت خاردار تھے ٹھہرے اور لوگ جا بجا درختوں کے سائے کے تلے متفرق ہو گئے۔ آپ ایک سرو کے درخت کے تلے اترے اور اپنی تلوار اس درخت سے شکا دی۔ ہم لوگ محسوساً سا سوئے تھے کہ آپ نے ہم کو بلایا۔ ہم نے جا کے دیکھا کہ ایک اعرابی آپ کے سامنے بیٹھا تھا اور آپ نے فرمایا کہ میں سوتا تھا تو اس نے میری تلوار نکال لی۔ میں جاگا اور میں نے دیکھا کہ کنگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اور اس نے مجھ سے کہا کہ اب تم کو کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ اور آپ نے اس پر کچھ عتاب نہ کیا۔

ف: ایک روایت میں ہے کہ جب آپ نے فرمایا کہ اللہ تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور آپ نے لے لی اور اس سے کہا کہ اب تجھے کون بچا دے گا۔ اُس نے کہا کہ آپ مجھے بخش دیجئے۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم سے جا کر کہا کہ میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو سارے اکابروں سے بہتر ہے۔

ف: اس قسم کے بہت سے قصے واقع ہوئے ہیں۔ اللہ جل جلالہ نے محض اپنی عصمت سے آپ کو محفوظ رکھا۔ چنانچہ کتب احادیث و سیر سے پوشیدہ نہیں۔

ف: صحیح ترمذی میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آپ کی عادت تھی کہ محافظت اپنی کی سونے کے وقت پہرا رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

سہ: سمرہ بنت خدیجہ مہملہ و صنم مہملہ و سہ مہملہ ایک بڑا درخت رگستان



تب آپ نے نیچے میں سے سر مبارک نکال کر پہرے والوں سے فرمایا کہ اب چلے جاؤ ،  
اللہ نے محافظت کا وعدہ کیا ہے اب ہمیں پہرے کی کچھ حاجت نہیں ہے ۔

ایسے واقعات کی تفصیل فقیر نے اپنی کتاب ”نور الہدی“ المعروف (کل کیا ہوگا)  
میں لکھ دی ہے ۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں :

۱۔ قرآن مجید ۔ ۲۔ احادیث مبارکہ ۔ ۳۔ اولیاء کرام ۔

۲۲۔ گستاخ رسول کا چہرہ ٹیڑھا ہو گیا  
حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما فرماتے ہیں کہ حکم بن عامر حضور علیہ السلام  
کی مجلس میں آجانا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو وہ منہ مار مار کر آپ کا  
سانگ لگا کر تاقا ۔

قَتَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَسَلَّمَ كُنْهَ كَذَا لَكَ فَلَمْ  
يَعْلَمْ يَخْتَلِمُ حَتَّى مَاتَ ۔  
(تبرانی ، مستدرک ، بیہقی ، خصائص میں)  
ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
اس کو فرمایا ایسا ہی ہو جا (میں آپ کی  
زبان پاک سے کلمہ کن کا ٹکڑا تھا کہ وہ  
ایسا ہی ہو گیا ، اور مرتے دم تک منہ  
ماتار ہا ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ ”کن“ کہنے سے اس کا حال تبدیل ہو گیا ۔ اعلیٰ حضرت  
فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا :

وہ زبان جس کو سب کن کی کھچی کہیں

اس کی نافذ حکومت پر لاکھوں سلام

۲۳۔ لڑکی زندہ ہو گئی  
ایک شخص کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی ۔  
اس نے عرض کی کہ میں ایک شرط پر مسلمان ہوتا ہوں وہ یہ کہ آپ  
میری لڑکی کو زندہ فرمادیں ۔ آپ نے فرمایا ، اس کی قبر کہاں ہے ؟ دیگر ایک روایت

میں اس طرح ہے کہ میں اپنی لڑکی کو ایک وادی میں ڈال آیا ہوں ۔ آپ نے فرمایا : وہ  
وادی کہاں ہے ؟

جب آپ اس وادی میں پہنچے تو آپ نے لڑکی کا نام لے کر پکارا تو لڑکی لپک  
سعدیک بولنے لگی ۔ یعنی حاضر ہوں کیا ارشاد ہے ۔ آپ نے فرمایا :

کیا تجھے حاجت ہے دنیا میں واپس لوٹ آنے کی ۔ عرض کی : نہیں حضور !  
مجھے تو آخرت دنیا سے کئی گنا اچھی نظر آ رہی ہے ۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر تیرے مل باپ ایمان لائیں تو  
کیا تو واپس آجائے گی ۔ اس نے جواب دیا ۔ اب مجھے نہ ماں کی ضرورت ہے نہ باپ کی  
کیونکہ میں اب اپنے رب کے ہاں پہنچ چکی ہوں ۔ (مدارج)

۲۴۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت  
حضرت جابرؓ کی بکری زندہ کر دی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مع جماعت صحابہ  
دعوت دی اور دعوت میں ایک بکری ذبح فرمائی ۔ سید دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام  
نے صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ گوشت کھاتے جاؤ مگر ہڈیاں نہ توڑو ۔ بعد از فرائض ہڈیاں  
جمع کی گئیں ۔ آپ نے ہڈیوں پر ہاتھ مبارک رکھ کر کچھ پڑھا ۔ دیر نہ گزری کہ وہی بکری کان  
جھاڑتی اٹھ بیٹھی ۔ (رواہ ابونعیم و مدارج) اس کی مزید تفصیل آگے درج ہوگی انشاء اللہ  
ایک دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے

۲۵۔ ابو جہل کو پتھر چمٹ گیا  
کہ ابو جہل نے موقع پا کر ایک بھاری پتھر اٹھایا اور حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم پر گرانے کا قصد کیا ۔ ادھر تماشائی دیکھ رہے تھے کہ ابو جہل ابھی پتھر  
گراتا ہے مگر ہر شے محبوب خدا کی شیعہ لاتی تھی ۔

پتھر بچائے حضور پر گرنے کے ابو جہل کے ہاتھ کو چمٹ گیا ۔ ایسا چمٹا کہ دونوں  
ہاتھوں کو خشک کر دیا ۔ ابو جہل نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور التباہیں

کیں کہ اسے حضور! رہائی بخشنیے۔ آپ رحمت عالم ہیں۔ دیر نہ کی کہ پتھر چھوٹا اور ہاتھ بھی اصلی حالت میں آ گئے۔ اسی طرح کئی بار کیا مگر آپ کی باری اسے دوسرے سے ایک اونٹ دکھائی دیا۔ وہ کہتا تھا کہ ایسا اونٹ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ جب اس نے قصد کیا تو اونٹ نے کھانے کو منہ کھولا۔ ابوجہل ڈر کے مارے پیچھے بھاگا۔

ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے ہیں کہ وہ اونٹ جبرائیل تھے جو اس مشکل میں میرے دشمن کو ہلاک کرنے آئے تھے۔ اگر ابوجہل کچھ آگے آتا تو واقعی اس کو ہلاک کر دیتے۔ (مدارج النبوة)

۲۶۔ کفن بردوش قربانی کے لیے پیش کیے گئے۔ جانوروں کا قاعدہ تو یہ ہے کہ ہر وقت ذبح گھبراتے ہیں اور ڈرتے ہیں مگر ان اونٹوں کا یہ حال تھا کہ ہر ایک چاہتا تھا کہ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام میری قربانی پہلے فرمائیں، آپس میں لڑتے تھے اور ایک دوسرے سے پہلے بڑھتے تھے۔ کسی نے خوب فرمایا، سے

ہم اہوان سرخود نہادہ بکت  
بہ امید آکھرونے بشکار خواہی آمد

۲۷۔ حبیب یمنی کا مناظرہ عابز ہوئے تو باہر سے اپنے معتمد علیہ سے مشورہ طے کرنے کے لیے آمادہ ہوئے۔ چنانچہ ابوجہل نے والی یمن حبیب ابن مالک کو لکھا کہ تیرا دین مٹایا جا رہا ہے۔ جلدی آ۔

حبیب پیغام سن کر فوراً مکہ مکرمہ پہنچا۔ ابوجہل نے حضور پر نور صلی اللہ

علیہ وسلم کے متعلق بہت سی غلط باتیں کہیں۔ ابوجہل کا مقصد یہ تھا کہ حبیب کا اہل مکہ پر اچھا اثر ہے کہ یہ لوگوں کو سمجھا دے۔ وہ دین قبول نہ کریں۔ حبیب نے کہا کہ دونوں فریق کی گفتگو کو سن کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ حضور پر نور کا کلام بھی سنوں۔

حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میں یمن سے آیا ہوں، دیدار کا متمنی ہوں۔ حضور انور معہ صدیق اکبر اس مجلس میں تشریف لے گئے۔ جب پہنچے تو تمام مجلس میں ہیبت چھا گئی اور کسی کو کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ آخر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی دریافت فرمایا کہ تم کہا کرنا چاہتے ہو۔ حبیب نے ہمت کر کے عرض کی کہ آپ نے دعویٰ نبوت فرمایا ہے اور نبوت کے لیے معجزہ ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا جو چاہو وہی

معجزہ دکھایا جائے۔ عرض

عرض کیا ایک تو آسمانی معجزہ ہو جائے، دوسرا میرے دل کی تنہا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا چل کوہ صفا پر، حضور تشریف لیجا کر پوسے چاند کو اشارہ فرمایا، چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ یہاں تک کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف اور ایک دوسری طرف۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سورج اٹے پاؤں پلٹے، چاند اشارے سے ہو چاک  
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

پھر فرمایا: اے حبیب دوسری بات بھی سن:

تیری ایک لڑکی ہے جو ہمیشہ بیمار رہتی ہے، ہاتھ پاؤں سے معذور ہے تو چاہتا ہے کہ اس کو شفا ہو جائے۔ جا اس کو بھی شفا ہو گئی ہے۔ یہ سنتے ہی حبیب پکار اٹھا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ -

جب گھر پہنچے تو رات کا وقت تھا۔ دروازہ پر آمادہ دی، وہ معذور لڑکی جو زمین پر چل پھر نہ سکتی تھی آئی اور دروازہ کھولا۔ باپ کو دیکھتے ہی پڑھنے لگی:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ -

صیب نے پوچھا کہ بیٹی تو نے یہ کلمہ شریف کس سے سنا۔ تو یوں کہتے گی:

اک ماہ بدن، گورا سا بدن  
نیچی نظریں، کل کی خمیریں  
دکھلا کے پھین، وہ سنا کے سخن  
مورا پھونک دیا سب تن من و من  
وہ دکھا کے شکل جو چل بھی دئیے  
تو دل ان کے ساتھ رواں ہوا  
حیرت وہ دل رہا، نہ وہ دل رہا  
رہی زندگی سو وبال ہے

کہا میں نے خواب میں اک چاند سی صورت والے کو دیکھا جو فرماتے تھے کہ بیٹی تیرا باپ مکہ میں  
آکر مسلمان ہو گیا، تو یہاں کلمہ پڑھ لے، تجھے فوراً شفا ہو جائے گی۔ صبح کو جب میں ماتھے پاؤں  
سلامت پا کر اٹھی تو یہی کلمہ شریف میری زبان پر جاری تھا۔ (عقیدہ الشہدہ شرح قصیدہ بروہ لکھنؤی)

۲۔ حضرت جابرؓ کے لڑکے زندہ ہو گئے  
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کو دعوت دی، ان کی بیوی کھانے تیار

کر رہی تھی کہ ایک لڑکے نے دوسرے کو ذبح کر دیا۔ جب اپنے بھائی کی گردن پر پھیری پھیر دی،  
جیسے کہ باپ کو بکری ذبح کرتے دیکھا تھا۔ اب والد کے خوف سے چیت پر چڑھتے ہوئے پاؤں  
جو پھسلا، گرتے ہی انتقال کر گیا۔ صابرہ ماں نے دعوت کی وجہ سے دونوں لاشوں کو چھپا دیا  
اور کھانا تیار کر لیا۔ حضور

حضور جب کھانا ملاحظہ فرما کر دسترخوان پر تشریف فرما ہوئے تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ  
سے فرمایا کہ اپنے بچوں کو بلاؤ ہم کھانا ان کے ساتھ کھائیں گے۔ تب اس بی بی نے سلاما جبرا

کہہ سنایا۔ بچوں کی لاشیں اٹھا کر حضور علیہ السلام کے سامنے رکھ دیں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی، وہ بچے فوراً زندہ ہو گئے اور کھانے میں شریک ہوئے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كَمُحَمَّدٍ كَا وَنُصَلِّيَ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

کس طرح عیسیٰ مسیحائی کا اب دم بھرتے ہیں

دیکھیں اگر مصطفیٰ مڑوں کو زندہ کرتے ہیں

اک دن محمد مصطفیٰ خندق رہے تھے اک بنار

تھے ساتھ سارے آشنا اور تھی یہ حالت آپ کی

تھاپیٹ پر پتھر بندھا فاقہ سے منہ اتر ا ہوا

کی حضرت جابر نے آتنہا ضیافت آپ کی

\*\*\*

آپ نے فرمایا سب سے، سب چلو جابر کے گھر

آج دعوت صابروں کی، ہے میرے صابر کے گھر

\*\*\*

جابر جیب اپنے گھر گئے بیوی سے فرمانے لگے

گھر میں ہو بتلا مجھے، ہے دعوت رسول اللہ کی

بولی بیوی کچھ جو دھرے بکری کو ذبح کیجئے

پھر شوق سے لے آئیے کافی ہے برکت آپ کی

\*\*\*

کہہ دیا تشریف لائیں، بے تماثل دیکھئے

ان کی ہمت دیکھئے، ان کا توکل دیکھئے

\*\*\*

## قصہ آل جابرؓ

یعنی

### معجزہ پیغمبر

جیسا کہ قارئین نے معجزہ مذکورہ نشر میں پڑھا اب

اسے نظم میں پڑھ کر مخطوطا ہوں کیونکہ نظم نشر سے

طبعاً پر زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔



جابر کے دو فرزند تھے نو عمر تو دس سال کے  
پالی تھی بکری شوق سے دن بھر تھے اس سے کھیلتے

چارہ نہ دیکھا آپ نے بیچاری بکری کے لیے  
خود ذبح کرنے کو پہلے، اللہ ربہ بہت آپ کی

\*\*\*

ذبح بکری سامنے بیٹوں کے کی جب آپ نے  
بولے وہ ہم بھی کریں گے، جو کیا ہے باپ نے

\*\*\*

لے کر چھری دونوں پس چپکے سے پہنچے کوٹھے پر  
چھوٹے کو نیچے ڈال کر، پھیری بڑے نے حلق پر

شہ رگ کٹی تھی سر بسر تھے خون میں دونوں تر بتر  
یہ تڑپا وہ پھڑکا ادھر، دیکھو مروت آپ کی

\*\*\*

اس نے جب سمجھا مجھے بھائی اکیلا کہ گیا  
اور وہ کوٹھے سے گرا گتے ہی فوراً مر گیا

\*\*\*

سُن کر دھکا ناگہاں، کوٹھے پہ پہنچی ان کی ماں  
بچوں کو پایا نیم جاں اور پایا زمین پر خون رواں

بولی کہ یا اللہ میاں، آتے ہیں گھر میں مہماں  
دیکھیں گے کیونکر یہ سماں، نازک طبیعت آپ کی

\*\*\*

آپ کھانا کھائیں گے میں تب انہیں دکھلاؤں گی  
آپ ہی کے سامنے نہلاؤں گی کفتاؤں گی

\*\*\*

دونوں کی لاشوں کو اٹھا، گھر میں دیا آکر چھپا  
ایسی تھی پابند رضا، رونا نہ جابر سے کہا

آئے محمد مصطفیٰ، جابر نے ہاتھوں کو دھلا  
جو کچھ تھا آگے رکھ دیا، تھی صاف نیت آپ کی

\*\*\*

کھانے والے تھے بہت، کم کھانا دیکھا آپ نے  
ڈھک دیا اس دیگ پر، چادر کا پتہ آپ نے

\*\*\*

نازل ہوئے روح الامیں، بولے سُنو یا شاہدیں  
بیٹھے ہیں سارے ہم نشیں، ہے حکم رب العالمین

جابر کے فرزند حزیں، دعوت میں کیوں شامل نہیں  
بولائیے ان کو کہیں، کریں زیارت آپ کی

\*\*\*

بولے جابر سے رسول اللہ، تیسے بیٹے ہیں کہاں  
بتلاؤ گھر لیٹے کہیں، دکھلاؤ لیٹے ہیں کہاں

\*\*\*

بیوی نے بڑھ کر عرض کی، روجی فلا کا یا نبی!  
بچوں کی بھی اچھی کہی، آتے رہیں گے وہ کہی!

فرمایا آئیں گے وہ اگر کھانا تو کھائیں گے بھی  
حیران تھے سب آدمی، سن سن نصیحت آپ کی

\*\*\*

بولے جابر یا رسول اللہ، ابھی جاتا ہوں میں  
خدمت اقدس میں ان کو، ڈھونڈ کر لاتا ہوں میں

\*\*\*

نبوی نے چپکے سے ہلکا، سارا سسٹنایا ماجرا  
لاٹھے دیکھ لاکر دکھا، جابر کو سکتے ہو گیا

دونوں کی لاشوں کو اٹھا، قدموں میں لاکر رکھ دیا  
بولے محمد مصطفیٰ، ابھی ہے قسمت آپ کی

\*\*\*

آپ نے فرمایا اٹھو، حکم سے اللہ کے  
آج کھانا ساتھ کھاؤ، گے رسول اللہ کے

\*\*\*

سننے ہی یہ حکم وہ، خفتہ خواب عدم  
جی اٹھے دونوں ایک دم، ماں باپ نے چومے قدم

فرمایا اب کھائیں گے ہم، کھانے لگے مل کر باہم  
کھانا بچوں کے سوا، دیکھو محبت آپ کی

\*\*\*

معلوم عظمت ہو گئی منشور خلقت ہو گئی سب پوری حاجت ہو گئی لوگوں کو حیرت ہو گئی  
ساقی کوثر جو اپنے دست سے باقی رہا پیٹ سب کا بھر گیا، کھانا مگر باقی رہا

\*\*\*

انتباہ: بعض کوڑھ مغز اس معجزہ کے صدور کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام  
کے معجزات کا انہیں اقرار ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اپنے نبی علیہ السلام سے  
بغض و عداوت ہے۔ اس کے باوجود فقیر اس معجزہ کے حوالہ جات عرض کیے دیتا  
ہے تاکہ مخالف کا منہ بند ہو۔

۱۔ دلائل النبوة للبیہقی، ۲۔ مدارج النبوة، ۳۔ شرح قصیدہ الخیر بوقت وغیرہ  
مزید تحقیق فقیر کے رسالہ ”غوث اعظم اور بڑھیا کا بیڑا“ میں پڑھیے۔

۲۹۔ رسول کی اونٹنی سے درندوں کو حیا فرماتے ہیں کہ ایک رات سرور کائنات  
غیر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیمات گھر سے باہر تشریف لے جا رہے تھے تو  
ایک اونٹنی سے گزر رہا۔ اونٹنی نے عرض کیا:

السَّلامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ۔

آپ نے جواب میں فرمایا:

عَلَیْكَ السَّلام

پھر اونٹنی نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں ایک قریشی اسقرب نامی کی اونٹنی ہوں۔ میں اس سے  
بھاگ کر جنگل میں پہنچی تو درندے بہرندے میرے قریب پہر رہے تھے۔ میں مارے ڈر کے  
مرتی جا رہی تھی مگر وہ آپس میں باتیں کرتے کہ خبردار اس اونٹنی کو کچھ نہ کہو کیونکہ یہ ہمارے  
پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ہے۔ وجہ صحیح ہوئی تو میں چراگاہ میں پہنچی  
تو ہر درخت پکار پکار کے عرض کرتا کہ اے اونٹنی مجھے کھاؤ، میری طرف تشریف لے  
آؤ کیونکہ تم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ہو۔ وہاں سے پھرتی ہوئی آپ کے  
در پر آپڑی ہوں۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ اس اونٹنی نے یہ بھی آرزو کی تھی کہ اپنے رب سے

دعا کرو کہ محشر کے دن مجی میں آپ کی سواری بنوں۔ آپ نے فرمایا: تمہاری عرض منظور ہے۔

بسم الرباض وشرین شفا شریف ملا علی قاری

ایک سیدم ہی نہیں، تیار مرنے کے لیے

جو بھی تیرے کو پیسے میں ہے اسے جان کن بردوش ہے

ایک صحابی جن کا لقب سفیدہ تھا ان کو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

۳۰۔ حضرت سفیدہؓ نے آؤاد فرمایا تھا۔ یہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک کشتی میں سوار ہوا

اتفاق سے کشتی لکڑی گئی میں ایک تختہ پر بہتا ہوا چلا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد دریا کے

کنارے لگا وہاں سے اُترا تو ایک جنگل بیابان میں جا پہنچا جہاں بہت شیر اور دندرے

تھے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ شیر بھاگتا ہوا چلا آ رہا ہے۔ جب میرے قریب آیا تو میں نے کہا

او شیر کے بچے ذرا ہوش سنبھالو۔ میں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا آؤاد کردہ غلام ہوں، شیر

آیا تو بھلا لگیں مارتا ہوا، میرے کھانے کو تیار تھا۔ مگر رسول عربی کا نام متقدس سننے ہی اپنا

سر جھکایا اور میرے پاس آکر اپنے کندھے سے اشارہ کیا کہ میرے ساتھ چلو۔ میں

اس کے اشارہ کو سمجھ گیا اور اس کے ساتھ ہولیا۔ کچھ دیر بعد اس جنگل سے شیر نے

مجھے نکالا اور ایک راستہ پر لاکر مجھے کھڑا کر دیا۔ جب راستہ آگیا تو نہایت عاجزی کرنے

لگا اور گڑگڑاتے ہوئے مجھ سے رخصت ہونے کے کلمات عرض کیے چنانچہ مجھے رخصت

کر کے چلا گیا۔ میں صبح و سالم اپنے گھر پہنچ گیا۔ (اسد الغایہ فی احوال الصحابہ)

ابو جہل کے پاس علاوہ بہت سے پتھروں کے بتوں کے

۳۱۔ ابو جہل کا بت بول اٹھا ایک پتیل کا بت تھا۔ اکثر ابو جہل اس کو اپنے کندھے

پر اٹھائے پھرتا تھا۔ ایک دن اس بت کو اپنے کندھوں سے اتارا۔ پہلے تو سجدہ کیا۔ پھر

نہایت ادب سے یہ عرض کیا کہ ہمارے معبود تو تو کیا دیکھتا ہے کہ محمد بن عبد اللہ نے

کس قدر تمہیں برا کہتا شروع کر دیا ہے۔ ہمیں آپ کی بے ادبی سے نہایت اذیت ہوتی ہے۔

اگر آپ ایسا کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چل کر ان کے دین کو برا کہہ دیں تو آپ کا

بڑا احسان ہوگا یہ سب کچھ بت کے سامنے عرض معروض کر کے بڑی تعظیم سے اس

بت کو کندھے پر اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ بس کہ آپ ہمارے

معبودوں کو بہت برا کہہ چکے ہیں آج یہ ہمارا معبود کھلم کھلا آپ کو برا کہے گا اور آپ کو

جواب دے۔ یہ کہہ کر ابو جہل نے بت کو کندھے سے اتارا۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے رکھا اور بت کو اشارہ کیا۔

وہ بت فوراً پیروں کے بل کھڑا ہو کر جنبش کرنے لگا۔ اس پر ابو جہل اور اس کے

ہمراہی نہال نہال ہو گئے اور بڑے غوغا ہوئے کہ آج ملحد بن آئی۔ کچھ جنبش کے بعد

بت کے اندر سے آواز نکلی:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

پھر اس بت کو ابو جہل نے پتھر سے مار کر چور چور کر دیا۔ (روح البیان)

زمانہ جاہلیت میں ذباب نامی ایک شخص بت پرست تھا، اس کو شکار کا

۳۲۔ جن کا قصہ بہت شوق تھا۔ ذباب کے بت کا نام قراض تھا۔ ایک بکا قراض کے نام پر

ذبح کر کے اس کا خون بت پر چڑھایا اور دست بستہ عرض کی: حضرت ا

حضرت! آپ میں سب قدرت ہے، اپنی عنایت سے مجھے کوئی شکار ہی عنایت

فرما دیجئے۔ بت کے اندر سے آواز آئی:

جا تمہارے خیمہ کے پاس ایک کٹا گاء، اسے تم پال لو وہ تمہارے لیے شکار

پکڑے گا۔ بت کے منہ سے یہ کلام سننے ہی ذباب خیمہ کی طرف دوڑتے ہوئے آکر دیکھا

کہ ایک نہایت ہیکل سیاہ کتا کھڑا ہے ذباب نے اسے پکڑا وہ دم ہلاتا ہوا اس کے

ساتھ ہولیا۔ ذباب نے اس کتے کا نام جیاض رکھا۔ وہ رات دن شکار کھیلنے میں مصروف

ہو گئے جو حال وہ شکار کرتا پھر ذباب بت کے سامنے لاکر ذبح کرتے، خون بت پر

چڑھانے اور گوشت مہانوں کو کھلاتے اور خود بھی کھاتے۔ خنوزے عرصہ میں اس کتے نے ذباب کو مالا مال کر دیا۔ دور دور سے مہان آتے اس بیت کے ذبیحہ کو خوشی سے کھاتے یہاں تک کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ ذباب کے مکان پر ہر روز مہان آتے تھے۔ ایک دن حسب معمول ایک شخص آیا اور کہا کہ میں آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سن کر آیا ہوں جب اس مہان نے سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کچھ باتیں کیں۔ خلاف عادت وہ کتاب بھی کان لگا کر باتیں سننے لگا۔ جب وہ شخص باتوں سے فارغ ہوا تو ذباب کتے کو شکار کے لیے جنگل میں لے گیا۔ ہرن نیل گائے متعدد جانوروں پر چھوڑا۔ کتے نے کسی کو نہ پکڑا بلکہ جانوروں کو پکڑ پکڑ کر چھوڑ دیا۔ ذباب نے کہا آج حیاض (کتے) کو کیا ہوا، کتا تو خاموش تھا مگر غیب سے ایک آواز آئی کہ اے ذباب اس کتے نے ایک بڑی بات کی خبر سن لی ہے۔ اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو تم بھی اسے معذور سمجھو گے پس کتے کو گھر لے آئے۔ راستہ میں ایک دیو کی صورت کا انسان جنگلی گندھے پر سوار اور دوسرا شخص بھی اسی طرح سوار، سامنے سے آتے ہوئے نظر آئے۔ ان شخصوں کے پیچھے ایک حبشی غلام، غلام کے ہاتھ میں بڑے زبردست کالے کتے کی رستی پکڑی لیے چلا آتا ہے۔ ان سواروں میں سے ایک نے میرے کتے کی طرف اشارہ کر کے کہا:

اے حیاض (کتا) شکار کرنا چھوڑ دو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ ذباب اپنے گھر سوئے تو ایک آواز سنی، اٹھ کھول کر دیکھا تو وہ کتا تھا جو حبشی غلام کے ہاتھ میں تھا۔ وہ کتا حیاض کتے کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ حیاض کتے نے اس کتے سے کہا: ذرا ٹھہر جاؤ ابھی گھر والا آتا ہے۔

ذرا ٹھہر جاؤ، ابھی گھر والا آتا ہے۔ یہ کلام سن کر ذباب نے آنکھیں بند کر لیں اور سانس دینے شروع کر دیے۔ حیاض کتے نے ذباب کے قریب آکر غور

غور سے دیکھا کہ کیا گھر والا جلتا ہے یا سو گیا۔ غور سے دیکھا تو جان گیا۔ یہ سو گئے، حالانکہ یہ جاگتے تھے۔ حیاض نے دوسرے کتے سے کہا۔ ہاں اب کہو کیا کہتے ہو گھر والا سو گیا ہے اور بھی کوئی ہماری بات نہیں سن رہا۔ کالے کتے نے کہا کہ تو نے جو وہ دو سوار دیکھے یہ دونوں بڑی قوی ہو چکے ہیں اور آپ نے اپنی طرف سے ان دونوں کو روئے زمین کے قرآن مجید سن کر مسلمان ہو چکے ہیں اور آپ نے اپنی طرف سے ان دونوں کو روئے زمین کے جنات اور شیاطین پر مسلط کر دیا ہے۔ جو بتوں کے اندر بولتے اور بتوں کے ذریعہ سے گمراہ کرتے ہیں ان کو پکڑ کر ماریں۔ مجھے

مجھے تو انہوں نے پکڑ کر خوب مارا اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا رکھا اور مجھ سے عہد لیا کہ اب کے بعد میں کسی بیت کے اندر نہ جاؤں۔ اب تو اے حیاض میں ہندوستان کے جزیروں میں جانے کا ارادہ کر چکا ہوں۔ تیرا کیا ارادہ ہے؟

حیاض کتے نے جو کہ وہ بھی دراصل جن تھا، کہا کہ جو آپ کی رضا میری بھی وہی۔ یہ کہہ کر دونوں بھاگ نکلے اور ایسے گم ہوئے کہ اب تک ان کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ صبح کو ذباب نے یہ سارا واقعہ اپنی قوم سے بیان کر کے کہا کہ میں تو مکہ معظمہ جا کر مسلمان ہوتا ہوں۔ قوم سے کہہ کر اور تو کچھ نہ کیا لیکن علیحدہ ہو کر بیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا اور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ جب آپ نے اس کو دیکھا تو صحابہ کو فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جو ایک عجیب و غریب واقعہ دیکھ کر مسلمان ہو رہا ہے۔ (غیر المبشر سعید اللہ کی رحمۃ اللہ علیہ۔ احسن المواعظ)

۳۳۔ استن حنانہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

استن حنانہ از محمد رسول

نالہ منیر و ہجو ارباب عقول

ترجمہ استن رونے والا حضور علیہ السلام کے ہجر سے روتا تھا مثل عقلمندوں کے۔



درمیاں مجلس وعظ آپنیاں

کڑے اگلا گشت ہم پیر و جوان

ترجمہ: وعظ کی مجلس میں اس طرح روٹا تھا، اس سے خیردار ہو گئے بوڑھے اور نوجوان بھی۔

در تحیر ماند اصحاب رسول

کڑچہ می نالہ ستون با عرض طول

ترجمہ: حیرانی میں رہ گئے حضور کے صحابہ کس طرح روٹا ہے ستون باوجود طول عرض کے۔

گفت پیغمبر چہ خواہی لے ستون

گفت جانم از فراق گشت خون

ترجمہ: حضور نے فرمایا اے ستون کیا چاہتے ہو، ستون بولا میری جان آپ کے فراق سے خون ہو گئی۔

از فراق تو مرا چو سوخت جاں

چوں نتالم بے تو لے جانِ جہاں

ترجمہ: جب آپ کے فراق سے میری جان جل گئی ہے کیوں نہ روؤں لے جہاں کی جان۔

مندت من بودم از من تافقی

بر سر منبر تو مسند ساختی

ترجمہ: میرا تکلیف آپ تھے اب مجھ سے جدا ہو گئے (اور) منبر پر اپنی مسند بنالی۔

پس رسول گفت کای نیکو درخت

ای شدہ با سر تو ہراز بخت

ترجمہ: پس حضور نے فرمایا اے نیک درخت، اے کہ وہ تیرے بھید کے ساتھ بخت

ہمراز ہو گیا۔

گر بخوابی ساز مت پر بار نخل

تا برد شرقی و غربی از تو ذل

ترجمہ: اگر تو چاہے تو تجھے پہلدار درخت بنا دوں تاکہ مشرق و مغرب والے تجھ سے فائدہ اٹھائیں۔

گفت می خواہی ترا نخل کنستند

شرقی و غربی تر تو میوه چند

ترجمہ: حضور نے فرمایا تو چاہے تو تجھے کھجور کا درخت بنا دیں، مشرق و مغرب والے تجھ سے

میوہ چنیں۔

یاد راں عالم حقت سروے کند

تا ترو تازہ بمسانی تا ابد

ترجمہ: یا عالم آخرت میں اللہ تعالیٰ تجھ کو سرو بنا دے تاکہ تو ہمیشہ کے لیے تروتازہ رہے۔

گفت اکی خواہم کہ دائم شد بقاش

بشنو اے غافل کم از چو بے مباحث

ترجمہ: درخت نے کہا کہ میں وہ چاہتا ہوں کہ جس سے میرا رہنا ہمیشہ ہو جائے، سن اے

غافل لکڑی سے کم نہ رہ۔

فت: مختصر واقعہ یہ ہے کہ جب مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی تو پہلے کوئی منبر نہ تھا۔ آنحضور کریم

علیہ السلام ایک کھجور کے خشک تنہ کے ساتھ تکبہ لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ کچھ دن بعد

ایک غلام نے منبر تیار کر کے حاضر کیا تو جب آپ اس منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو خشک تنہ

اس مہجوری کی تاب نہ لاسکا۔ چنانچہ وہ چھوٹے پھل کی طرح رونے لگا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کے رونے کی آواز کو اچھی طرح سنا بلکہ

سب اس کی آواز کو سنتے ہی رو پڑے۔ فقط صحابہ نے خشک تنہ کا ساتھ نہ دیا بلکہ

مسجد کی دیوار ہل گئی۔ بالآخر خشک تنہ کے جذبہ محبت کو آقاؐ نے کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے جب ملاحظہ فرمایا تو منبر سے نیچے اتر کر اس کو گلے لگایا۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے لگاتے سے خشک تناکو روح پگھلی اور اپنے ارمان نکالتے پر ہچکیاں بھر رہے تھے جیسے رونے والا عموماً تسلی کے بعد کرتا ہے۔

حضور کریم فرماتے ہیں، اگر ہم ایسا نہ کرتے یعنی اسے گلے نہ لگاتے تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔ بعد از تسلی سید کون و مکان علیہ السلام خشک تناسے پوچھتے ہیں کہ اے عاشق زار کیوں روتا ہے، عرض کی، حضور آپ کے جبر و فراق سے روتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا کیا خیال ہے؟ اگر چاہے تو تجھے جنت کا درخت بنادوں اور نیک بندے بنرا پھیل کھائیں، اگر تو چاہے تو تجھے دیسے ہی سرسبز و شاداب کر دو جیسے کہ تو تھا۔ اس نے چاہا۔ پس قدموں میں قدموں میں جگہ دے دو یہی غنیمت ہے۔ پناہ لیا یہی ہوا کہ وہیں منبر کے نیچے دفن کیا گیا۔ (نسیم الریاض، خصائص کبریٰ)

ف: اس کی مزید تشریح فقیر کی شرح مثنوی مستی "صدائے نوحی" میں پڑھیے۔

۳۳۔ ابو جہل کے سنگ گیر نرسے مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

سنگہا در کف بو جہل بود

گفت وے احمد گو تا چیست ندود

ترجمہ: کچھ پتھر ابو جہل کی ہتھیلی میں تھے، ابو جہل نے کہا اے احمد جلدی بتائیے کہ یہ کیا ہے۔

گر رسول چیست در ہشتم نہاں

چوں خبر داری زر از آسماں

ترجمہ: اگر آپ رسول ہیں تو بتائیے کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے، کیسے خبر رکھتے ہیں آپ آسمان کے بھیدوں سے۔

گفت چوں خواہی بگو کاں چہا ست

یا بگوید آنکہ ما حقیقہ راست

ترجمہ: حضور نے فرمایا میں کہہ دوں یا یہ خود بولیں (یعنی پتھر) کہ ہم حق اور سچے ہیں۔

گفت ابو جہل ایں دہم نادر ترست

گفت آرسے حق ازاں قادر ترست

ترجمہ: ابو جہل نے کہا یہ دوسری بات عجیب تر ہے، حضور نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ پر قادر ہے۔

گفت شش پارہ حجر در دست نشست

بشنو از ہر یک تو تسبیح درست

ترجمہ: حضور نے فرمایا چھ پتھر تیرے ہاتھ میں ہیں، سن تو ہر ایک سے تسبیح صحیح۔

از میان مشیت او ہر پارہ سنگ

در شہادت گفتن آمد بید رنگ

ترجمہ: اس کی مسٹی سے ہر ٹکڑا پتھر کا بغیر تاغیر کے کلمہ شہادت کہنے لگا۔

واللہ گفت

گوہر احمد رسول اللہ صفت

ترجمہ: لا الہ الا اللہ کہا، موقی احمد رسول اللہ کے پر وے۔

چوں شنید از سنگ بو جہل ایں

زرد و خشم آن سنگ ہارا بر زمیں

ترجمہ: جب سنا ابو جہل نے یہ پتھروں سے تو غصہ سے ان پتھروں کو زمین پر دے مارا۔

گفت نبودے مثل تو ساحر دگر

ساحر آن را سر توئی و تاج سر

ترجمہ: کہا کہ تجھ جیسا جادوگر اور کوئی نہیں (بلکہ) جادو گروں کا تو سر تاج ہے اور تاج سر ہے۔

۳۵۔ تیسرا کہ پتھر عکرمہ آئے اور کہنے لگے۔ اگر آپ نبی صادق ہیں تو سمندر کے اس پار جو پتھر ہے اسے بلائیں وہ سمندر عبور کرے اور آپ کی تصدیق کرے۔ مگر پانی میں نہ ڈوبے۔ حضور کریم نے پتھر کی جانب اشارہ کیا۔ وہ پتھر اپنی جگہ سے اکھڑا اور سمندر کو عبور کر کے آپ کی خدمت میں آگیا اور اس نے آپ کی رسالت کی گواہی دی۔ (حجۃ اللہ)

۳۶۔ سورج اُٹھے پاؤں پلٹے بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

- ۱۔ خیبر میں ایک روز رسالت مآب تھے
- ظلمت کدہ میں وہ رشکِ آفتاب تھے
- ۲۔ زانوے شیر حق پہ وہ مصروفِ خواب تھے
- بے مثل تھے حضور تو یہ انتخاب تھے
- ۳۔ تھا اوج پر ستارہ مگر بو تراب کا
- زانو بنا تھا تکیہ رسالت مآب کا

یہی سماں تھا کہ آفتاب غروب ہونے لگا اور حضرت شیر خدا آنکھ سے دیکھتے رہے کہ آفتاب ڈوب گیا اور شیر خدا نے نماز عصر محبوب خدا کی مبارک نیند پر قربان کر دی۔ کچھ دیر بعد سے

- ۴۔ بیدار خواب سے ہوئے محبوبِ کمبریا
- دیکھا کہ آفتاب ہے مغرب میں جا چھپا
- ۵۔ کی عرض شیر حق نے اے شاہِ دوسرا
- وسطی صلاۃ عصر میسری ہو گئی قضا

حضرت مولا علیؑ کی اس درخواست پر ہمارے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

اللّٰهُمَّ رَانَ عَبْدُكَ عَلَيْنَا اَللّٰہی علی تیرے نبی کی خدمت میں تھے  
اَخْتَبَسَتْ نَفْسُهُ عَلٰی اُن کے لیے سورج واپس فرما دے۔  
نَبِيِّكَ فَتَوَدَّ عَلَيْهِ الشَّمْسُ۔ اسی وقت سورج نکل آیا۔ سے

- ۶۔ ارض و سما ہیں زیرِ نگین کیا آفتاب
- مرئی جو اُن کی دیکھی تو کوٹ آیا آفتاب
- حضرت اسماء بنت صدیق فرماتی ہیں۔ سے

- ۷۔ خیر کی چڑیوں پہ جو دھوپ آگئی نظر
- مشکل کشانے بہرِ فریاد جھکایا سر
- ۸۔ لرزاں تھا جسم خوفِ الہی کا تھا اثر
- فارغ ہوا نماز سے پھر حق کا شیرِ نر
- ۹۔ ثابت ہوا مشیتِ پروردگار ہے
- اس کے حبیب کو بھی وہی اختیار ہے

ف: نیچریوں کو اس معجزہ سے انکار ہے اور مودودی، شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی نے بھی انکار کیا ہے۔ فقیر نے ”رد الشمس“ رسالہ لکھا ہے۔ تفصیل اس میں ہے۔ یہاں پر مندرجہ ذیل اشعار پر اکتفا کرتا ہوں۔ ان میں دلیل بھی ہے اور اظہارِ عقیدت بھی۔ سے

- ۱۰۔ ہیں دونوں جہاں تالِخِ فرمانِ محمد
- اللہ سے کم سب سے بڑی شانِ محمد
- رُتبے میں ہے یہ عرشِ معلیٰ سے بھی اونچی
- اللہ غنی کر سیٰ ایوانِ محمد

۳۷۔ گوئگے کو زبان مل گئی اس کی زبان سے نہیں نکلتا تھا۔ جب حضور نے اس سے دریافت کیا کہ میں کون ہوں۔ تو وہ گوئگا کہتا ہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ

۳۸۔ جب گنگ نے کی آپ کی تصدیق رسالت پھر کیوں نہ ہو کوئین شینا خوان محمد!

آپ ایک سفر میں تھے کہ ایک بڑا اٹھنا ہوا نظر آیا۔ جب وہ آپ کے تیراک درخت قریب آگیا تو آپ نے پوچھا: کہاں جاتے ہو؟ اس نے جواب دیا: ”مکان کا ارادہ ہے“ پھر آپ نے فرمایا: تمہیں نیکی کی حاجت ہے؟ اس نے کہا: ”وہ نیکی کیا ہے؟ آپ نے کلمہ توحید کی تلقین کی۔ اس نے کہا: ”اس کی شہادت کون دیتا ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”سامنے کا یہ درخت“ چنانچہ یہ کہہ کر آپ نے وادی کے کنارے سے اس درخت کو بلایا، وہ دوڑتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے تین بار اسے کلمہ توحید پڑھایا اور اس نے پڑھا پھر وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا اور بڑو یہ کہہ کر اپنے مکان کو روانہ ہوا کہ اگر میرے اہل و عیال نے بھی اسلام قبول کر لیا تو ان سب کو لے کر آؤں گا۔ ورنہ تنہا آپ کے ساتھ قیام کروں گا۔“

۳۹۔ اندھے کو آنکھ اور لاعلاج مریض کو شفا ایک مریض مستحق جس کو جلد ہر کامرض تھا حاضر ہوا اور عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بہت علاج کیے مگر میرے مرض کو شفا نہیں ہوتی۔ اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سی خاک زمین سے لے کر اس میں تھوڑا لعاب دھن ملا کر دیا اور اس نے کھایا اور کھاتے ہی صحت ہو گئی۔

اسی طرح ایک نابینا حاضر ہوا اور عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں کے صدمہ علاج ہوئے لیکن صحت نہیں ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پڑھ کر آنکھوں پر دم کیا تو آنکھیں اسی وقت پٹ سے کھل گئیں۔

بیمار کو اچھا کرے نابینا کو بینا  
صدقے تیرے اسے چشمہ فیضان محمد

۴۰۔ اونٹ نما درخت ایک بار آپ سفر میں قضاے حاجت کے لیے نکلے۔ حضرت جابرؓ پانی لیے ہوئے ساتھ تھے۔ آپ نے میدان میں ادھر ادھر دیکھا تو کوئی آڑ نہ ملی۔ میدان کے کنارے صرف دو درخت تھے۔ آپ ایک درخت کے پاس گئے اور اس کی ایک ڈالی کو پکڑ کر کہا کہ خدا کے حکم سے میری اطاعت کر، وہ فرمانبردار اونٹ کی طرح آپ کے ساتھ ہویا۔ پھر دوسرے درخت کے نزدیک تشریف لے گئے اور وہ بھی اسی طرح آپ کے ساتھ ہویا۔ پھر آپ نے دونوں کو ایک جگہ جمع کیا اور فرمایا کہ ”خدا کے حکم سے باہم چڑ جاؤ“ دونوں باہم مل گئے۔ جب ان کی آڑ میں فراغت کر چکے تو پھر دونوں درخت اپنی اپنی جگہ پر الگ الگ آ گئے۔

فقط والسلام

زیر نظر حقتہ کو پڑھنے کے بعد دو مراجعت بھی پڑھیے جس میں  
اسی معجزات جمع کر دیئے گئے ہیں۔